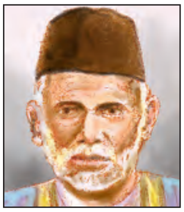

۲۔ فوجِ اعدا میں ہلچل

مرزا دبیرؔ

پہلی بات : ’مرثیہ‘ عربی لفظ ’رثا‘ سے بنا ہے جس کے معنی مُردے پر رونے اور اس کی خوبیاں بیان کرنے کے ہیں یعنی مرنے والے کو رونا اور اس کی خوبیاں بیان کرنا مرثیہ کہلاتا ہے۔ مرثیے کی صنف عربی سے فارسی اور فارسی سے اُردو میں آئی۔ اُردو میں مرثیے کی ابتدا دکن سے ہوئی۔ اُردو کا سب سے اہم مرثیہ گو دکنی شاعر ملا وجہیؔ ہے۔ شمالی ہند میں، لکھنؤ میں اس صنف کو خصوصیت سے عروج حاصل ہوا اور میر انیسؔ و مرزا دبیرؔ جیسے مرثیہ گو شعرا سامنے آئے جنھوں نے مرثیوں میں واقعۂ کربلا کو نظم کرنے میں کمال حاصل کیا۔

اُردو میں عام طور پر حضرت حسینؓ اور ان کے ساتھیوں کی کربلا میں شہادت کے بیان پر کہی گئی نظم ’کربلائی مرثیہ‘ کہلاتی ہے جبکہ دیگر کسی شخص کی موت پر کہی جانے والی نظم کو ’شخصی مرثیہ‘ کہتے ہیں۔ انیسؔ اور دبیرؔ کے مرثیے اُردو شاعری میں اہم مقام رکھتے ہیں۔

جان پہچان : مرزا سلامت علی دبیرؔ ۲۹؍اگست ۱۸۰۳ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ وہ سات سال کی عمر میں والد کے ساتھ لکھنؤ منتقل ہوگئے۔ انھیں بچپن ہی سے شاعری کا شوق تھا۔ وہ میر مظفر حسین ضمیرؔ کے شاگرد ہوئے۔ انھوں نے بہ کثرت مرثیے لکھے جو کئی جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ ایک مرثیہ بغیر نقطوں کا بھی لکھا ہے۔ ۶؍مارچ ۱۸۷۵ء کو لکھنؤ میں اُن کا انتقال ہوا۔

جب رن میں ابنِ شیرِ خدا حملہ ور ہوا   باہر نیام سے سرِ تیغِ دو سر ہوا
چِلّایا آفتاب ، وہ شق القمر ہوا   آیا جو پیشِ تیغ وہ زیر و زبر ہوا
مولا بڑھے جو تیغِ دو پیکر کو تول کر
روحُ الامیں سپر ہوئے شہپر کو کھول کر

صحرا سے شیر بھاگ گئے سوئے کوہسار   قول و قرار کو نہ رہی طاقتِ قرار
اسواروں پر اجل کا پیادہ ہُوا سوار   پسپا ہوئے پیادے تو پرزے رسالہ دار
بھاگے نیامِ قبضۂ شمشیر چھوڑ کر
رن سے چلی کہاں کو کماں تیر چھوڑ کر

یہ برقِ تیغ ملنے کو جس فرق پر جھکی   واں نقدِ دل جلا تو اِدھر جنسِ جاں پُھکی
سمجھا تھا سر کو خود پہ ، کاندھے پہ وہ رکی   گردن پکاری ، دیکھ ، یہ سینے پہ جاچکی
تاروں کے دل پہ خنجرِ خوفِ اَجل لگا
گاوِ زمیں کی شاخ میں سو بار پھل لگا

بادِ اجل میں فتنہ گروں کو اُڑا دیا   چھوٹا جو زاغِ تیر ، پروں کو اُڑا دیا
پاؤں کو کاٹا اور سروں کو اُڑا دیا   شکلِ غبارِ کینہ وروں کو اُڑا دیا

اس کو جو سرکشی نہ کسی کی خوش آتی تھی
سر کو گرا کے ، خاک میں تن کو ملاتی تھی
افلاک ڈر سے تیغ کے ، تھرا کے رہ گئے — گرنے کو سرزمین پہ ، تیورا کے رہ گئے
سردارِ شام ، تیغ کو چمکا کے رہ گئے — نے لڑ سکے ، نہ بڑھ سکے ، شرما کے رہ گئے
سورج کی شکل خوف سے بد روپ ہوگئی
روپوش اس کے پرتوے سے دھوپ ہوگئی

خلاصہ : کربلا کے میدان میں حضرت علیؑ کے بیٹے حضرت حسینؑ نے تلوار لے کر دشمنوں پر حملہ کیا۔ آپ کی دو دھاری تلوار کے بے نیام ہوتے ہی سورج بول اُٹھا کہ چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔ جو بھی دشمن اس کے سامنے آیا، تباہ ہوگیا۔ حضرت حسینؑ تلوار لے کر آگے بڑھے تو حضرت جبریلؑ اپنے پر کھول کر اُن کی ڈھال بن گئے۔ ایسا ہنگامہ بپا ہوا کہ شیر صحرا کو چھوڑ کر پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے۔ کسی کو کسی سے بات کرنے کا موقع نہ تھا۔ موت کا پیادہ دشمن سواروں پر غالب آ رہا تھا۔ پیادے اور سوار سب کی جان پر بن آئی تھی۔ ایسی افراتفری مچی کہ میان تلوار سے اور کمان تیر سے بچھڑ گئی۔ حضرت حسینؑ کی تلوار جس سر کی طرف لپکتی، دِل جل اُٹھتے، جان دہک اُٹھتی۔ دو دھاری تلوار زرہ، سر، گردن اور سینوں کو چیرتی چلی جاتی۔ آسمان میں تارے موت کے خوف سے تھرا گئے۔ گاوِ زمین بھی بار بار زخمی ہوئی۔ موت کی ایسی ہوا چلی کہ فتنہ گروں کو اُڑا دیا۔ کمان سے تیر چھوٹا تو دشمن کی صفیں اُلٹ گئیں۔ کسی کا پاؤں، کسی کا سر اُڑا۔ موت کی ہوا سے کینہ ورغبار کی صورت اُڑ گئے۔ اِس تلوار کو سرکشی پسند نہ تھی لہٰذا اس نے سروں کو خاک میں ملا دیا۔ تلوار کے ڈر سے افلاک ایسے تھرا اُٹھے کہ قریب تھا کہ غش کھا کر زمین پر آ گریں۔ شام والوں کے سردار اپنی تلواریں چمکا کر رہ گئے۔ نہ لڑ سکے، نہ بڑھ سکے۔ اس ہنگامے سے سورج خوف سے پیلا پڑ گیا۔ سورج کے پرتو سے دھوپ غائب ہوگئی۔

معانی و اشارات

لفظ	معنی	لفظ	معنی
اعدا	عدو کی جمع ، دشمن	فرق	سر
رَن	جنگ کا میدان	اسوار	سوار
شیرِ خدا	خدا کا شیر، حضرت علیؑ کا لقب	اجل	موت
ابنِ شیرِ خدا	حضرت علیؑ کا بیٹا، مراد حضرت حسینؑ	پسپا ہونا	شکست کھانا
نیام	تلوار رکھنے کی میان، تلوار کا غلاف	رسالہ دار	فوجی دستے کا افسر
تیغِ دوسر	دو دھاری تلوار	گاوِ زمین	قدیم خیال کے مطابق وہ گائے جس کے ایک سینگ پر زمین ٹکی ہوئی ہے۔
شق القمر	چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا	فتنہ گر	فساد پیدا کرنے والا، شر پسند
زیر و زبر ہونا	الٹ پلٹ ہو جانا، تباہ ہو جانا	زاغِ تیر	تیر کی نوک
روح الامیں	حضرت جبریلؑ کا لقب	پروں	پرے کی جمع، صفیں
سپر ہونا	ڈھال ہونا، حفاظت کرنا		
شہپر	بڑے پر		

تیورانا	- آنکھوں میں اندھیرا چھا جانا، غشی کی حالت ہونا، چکرانا	روپوش ہونا	- غائب ہو جانا، چھپ جانا
		پرتوا	- سایہ، پرچھائیں

مشقی سرگرمیاں

نظم کا بغور مطالعہ کرکے ذیل کی سرگرمیاں مکمل کیجیے۔

◄ جان پہچان کی مدد سے ذیل کا شکلی خاکہ مکمل کیجیے۔

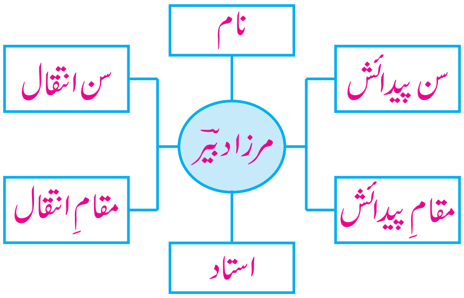

◄ ایک جملے میں جواب لکھیے۔

۱۔ ابنِ شیرِ خدا سے مراد کون ہیں؟

۲۔ ابنِ شیرِ خدا کے حملہ آور ہونے کا انجام کیا ہوا؟

۳۔ میدانِ جنگ میں مولا آگے بڑھے تو کس نے حفاظت کی؟

۴۔ صحرا سے شیر کیوں بھاگ گئے؟

۵۔ رن میں تلوار کس طرح چلی؟

۶۔ تلوار کے ڈر سے افلاک پر کیا اثر ہوا؟

۷۔ سورج کی شکل کس کے خوف سے بدروپ ہوگئی؟

◄ مختصر جواب لکھیے۔

۱۔ میدانِ کربلا میں ابنِ شیرِ خدا نے شجاعت کا نمونہ کس طرح پیش کیا؟

۲۔ مرثیے کے تیسرے بند کی روشنی میں حضرت حسینؓ کی تلوار کے کارنامے لکھیے۔

۳۔ سردارِ شام صرف تیغ چمکا کے کیوں رہ گئے؟

◄ فتنہ گر اور کینہ وروں کے ساتھ ہونے والے سلوک کو بیان کیجیے۔

◄ میدانِ جنگ کی افراتفری کو اپنے لفظوں میں بیان کیجیے۔

وسعت میرے بیان کی

◄ درج ذیل اشعار کی تشریح کیجیے۔

۱۔ مولا بڑھے جو تیغ دو پیکر کو تول کر
روح الامیں سپر ہوئے شہپر کو کھول کر

۲۔ تاروں کے دل پہ خنجر خوفِ اَجل لگا
گاوِ زمیں کی شاخ میں سو بار پھل لگا

۳۔ سورج کی شکل خوف سے بدروپ ہوگئی
روپوش اس کے پرتوے سے دھوپ ہوگئی

تلاش و جستجو

◄ درج ذیل الفاظ کے لیے نظم سے ایک لفظ تلاش کرکے لکھیے۔

۱۔ دو دھاری تلوار ۲۔ سواری پر چڑھنے والا

۳۔ فساد پیدا کرنے والا ۴۔ دشمنی یا حسد رکھنے والا

◄ ذیل کے القاب جن کے لیے آئے ہیں، ان کے نام لکھیے۔

۱۔ ابنِ شیرِ خدا ۲۔ روح الامیں

◄ نظم سے درج ذیل معنی والے محاورے تلاش کرکے لکھیے۔

۱۔ اُلٹ پلٹ ہونا ۲۔ اچھا لگنا، پسند آنا

۳۔ برباد کرنا، مٹی میں ملانا

◄ کربلا کے واقعے کے متعلق معلومات حاصل کیجیے۔